

امام طبریؒ

مولانا عبدالحق صاحب قدوسی، مدرسہ دارالحدیث چینیا نوالی، لاہور

باکمال اور عظیم لوگوں کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کے مداحین ان پر جان قربان کرتے ہیں۔ اور مخالفین ان کے خون کے پیاسے ہوتے ہیں، ہر دفعہ نئی اور نجان مرنج کو عظمت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم تاریخ کے آئینہ میں جھانکتے ہیں تو ہر عظیم شخصیت کو مخالفین کے پیدا کردہ مصائب و آلام میں گرفتار پاتے ہیں۔ وہ بڑی سے بڑی مصیبت کا خندہ پیشانی سے استقبال کرتے ہیں۔ قید و بند کی صعوبتیں، تجلید و تعریب کی اذیتیں..... اور دار و رسن کی آزمائشیں ان کے پائے استقامت میں لغزش نہیں پیدا کر سکتیں۔ وہ مر کر بھی زندہ رہتے ہیں۔

انہی عظیم شخصیتوں میں ابن جریرؒ کی عظیم ہستی ہے جن کی داستان المستانہ کے لئے زبانِ قلم کو حرکت میں لانا ہوں۔ وہ اس اعتبار سے انتہائی مظلوم ہیں کہ پونے گیارہ سو سال گزرنے کے بعد اب بھی وہ اسی طرح نشانیِ ظلم و ستم ہیں جس طرح کہ پہلے تھے۔

حنابلہ اور ابن جریرؒ

آپؒ کے مخالفین میں حنابلہ سرفہرست تھے۔ بغداد میں انہی کا زور تھا۔ عوام کی اکثریت انہی کے ساتھ تھی۔ اسی عوامی تائید کے بل بوتے پر علماء حنابلہ دلائل کی نرمی کو مزاج کی گرمی سے پورا کرتے۔ جس کی مثالیں کامل ابن اثیر اور البیہ و النہایہ میں بکثرت موجود ہیں۔

علامہ ابن جریرؒ اگرچہ تولداً طبری آملی تھے۔ لیکن بغداد کو انہوں نے مستقل وطن کی حیثیت سے اختیار کر لیا۔ کچھ عرصہ تو آپؒ فقہ شافعی سے منسلک رہے۔ لیکن جلد ہی تقلید کی تنگ نایوں سے آزاد ہو کر براہِ راست قرآن و حدیث کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ اور فقہ میں اپنا ایک جداگانہ مسلک اختیار کیا۔ جو آپؒ ہی کے قوتِ فکر اور اجتہاد عمیق کا نتیجہ تھا۔ اس سلسلہ میں آپؒ نے متعدد

لے یہ مضمون جماعت اہلحدیث کے ہفتہ وار اخبار الاعتصام سے ماخوذ ہے۔ (مدیر)

کتابیں لکھیں۔ انہی تالیفات میں سے ایک کا نام "اختلاف الفقہاء" ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو امام ابن جریرؒ اور حنابلہ کے درمیان باعث نزاع بنی۔ اور اسی نزاع نے بڑھتے بڑھتے نہایت افسوسناک صورت اختیار کر لی۔

وجہ مخالفت

نواب صدیق حسن خان صاحب سلیم الخوری سے نقل فرماتے ہیں:-

ومن تصانیفہ کتاب فی اختلاف العلماء لم یذکر فیہ احد بن حنبلؒ وقال لم یکن احمد فقیہاً وانما کان محدثاً ولذلک رمواہ بعد موتہ بالسرفض۔ (یعنی ابن جریرؒ کی تصانیف میں سے ایک کتاب اختلاف علماء کے متعلق ہے، جس میں انھوں نے امام احمدؒ کا ذکر نہیں کیا اور فرمایا ہے کہ آپ فقیہ نہ تھے۔ صرف محدث تھے۔ اس وجہ سے حنابلہ نے آپ کی وفات کے بعد آپ کو افضیت سے مستہم کیا۔) (التاج المکمل ص ۶۳)۔

علامہ ابن اثیرؒ نے بھی مخالفت کا یہی سبب بیان فرمایا ہے۔ رقم طراز ہیں:-

ولذلک سبب وهو ان الطبری جمع کتاباً ذکر فیہ اختلاف الفقہاء لم یصنف مثله ولم یذکر فیہ احمد بن حنبلؒ فقیل لہ فی ذلک۔ فقال لم یکن فقیہاً وانما کان محدثاً فاشتد ذلک علی الحنابلۃ وکانوا لا یحصون کثرۃ ببغداد فشیعوا علیہ وقالوا ما ارادوا (کامل ج ۶ ص ۱۸۱)۔ (اس مخالفت کا سبب یہ ہے کہ آپ نے ایک کتاب تالیف کی جس میں فقہاء کے اختلافات کا ذکر کیا اور ایسی کتاب آج تک نہیں لکھی گئی۔ آپ نے اس میں امام احمدؒ کا ذکر نہیں کیا۔ جب آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا۔ امام احمدؒ صرف محدث تھے، فقیہ نہیں تھے۔ حنابلہ کو اس بات سے سخت کوفت ہوئی۔ بغداد میں ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ وہ آپ کے سخت مخالف ہو گئے۔ جو منہ میں آیا کہتے چلے گئے۔)۔

علامہ یاقوت حمویؒ اسے قدرے تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

وقصدہ الحنابلۃ فسألوه عن احمد بن حنبلؒ فی الجامع لیوم الجمعة وعن حدیث الجبوس علی العرش فقال ابو جعفر ما احمد بن حنبلؒ فلا یعد خلافہ فقالوا لہ فقد ذکرہ العلماء فی الاختلاف فقال ما رأیہ روی عنہ ولا رأیت لہ اصحاباً یحول علیہم واما حدیث الجبوس علی العرش فبحال ثم الشد۔

سبحان من ليس له انيس و لاله في عرشه جليس

ایک دفعہ آپ جمعہ کے دن جامع مسجد میں تھے کہ خا بلہ آگئے اور آپ سے انہوں نے امام احمدؒ اور حدیث جلوس کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا امام احمدؒ کا اختلاف کسی شمار میں نہیں۔ انہوں نے کہا: علماء نے آپ کو اختلاف میں ذکر کیا ہے۔ تو آپ نے کہا میں نے نہیں دیکھا کہ آپ سے یہ چیز بیان کی گئی ہو اور نہ ہی میں نے آپ کے تلامذہ میں ایسے آدمی دیکھے ہیں جن کی آراء پر اعتماد کیا جاسکے۔ را حدیث جلوس علی العرش تو یہ محال ہے، پھر یہ شعر پڑھا ————— ” پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی امین نہیں اور نہ ہی کوئی اس کا عرش میں تم نشین ہے۔“ (معجم الادباء ج ۸ ص ۵۷۷)۔

آگے علامہ یاقوتؒ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے یہ جواب دیا تو خا بلہ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔ ان کے پاس ہزار ہا دو تین تھیں جو آپ پر برسنا شروع کر دیں۔ آپ بڑی مشکل سے اٹھ کر گھر تک پہنچے۔ انھوں نے آپ کے گھر پر پتھر ڈالنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ کے دروازہ پر پتھروں کا ایک ٹیلہ سا بن گیا۔ معاملہ کی اس سنگینی کو دیکھتے ہوئے نازوک صاحب جو پولیس افسر تھے، ہزاروں فوجیوں کی معیت میں آپ کے دروازہ پر پہنچے۔ اور بڑی مشکل سے عوام پر قابو پایا۔ وہ رات تک پہرہ دیتے رہے اور انہوں نے پتھروں کے انبار کو دروازہ سے ہٹا دیا۔ ابن جریرؒ نے اپنے دروازہ پر یہ شعر لکھ رکھا تھا ہے

سبحان من ليس له انيس و لاله في عرشه جليس

نازوک نے انہیں مٹا دینے کا حکم دیا۔

نواب صاحبؒ۔ ابن اثیرؒ اور یاقوتؒ حمویؒ کی عبارات سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ابن جریرؒ اور خا بلہ کے درمیان باعث نزاع جو چیز تھی، وہ فقاہت امام احمدؒ تھی، جس کے ابن جریرؒ قائل نہیں۔ حق پر کون ہے؟ میں اس نزاع میں بڑے گہرے بحث کو طول نہیں دینا چاہتا، طالب تحقیق کے لئے ابو زہرہ نے بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ اس لئے آپ کی تالیف حیات امام احمدؒ طبع سلفیہ ص ۲۷۲ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

مسئلہ جلوس علی العرش

البتہ علامہ یاقوتؒ حمویؒ کی عبارت میں ایک چیز کسی قدر محتاج بیان ہے، وہ ہے مسئلہ جلوس علی العرش۔ مجھے اس مسئلہ کے متعلق کسی جگہ تفصیلی گفت گو دیکھنے کا موقع نہیں ملا۔ اس لئے یہاں نہایت اختصار سے کچھ عرض کرتا ہوں۔

قرآن میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو یہ ارشاد ہے، عسیٰ ان یبعثک ربک
مقاماً محموداً مفسون میں اختلاف ہے کہ مقام محمود سے کیا مراد ہے۔ جہو مفسرین کا خیال ہے کہ اس
سے مراد شفاعت کبریٰ ہے۔ جیسا کہ متعدد صحیح احادیث سے ثابت ہے اور یہی رائے امام ابن جریر
طبریؒ کی ہے۔ آپ نے اس کی تائید میں متعدد روایات ذکر کی ہیں۔ لیکن امام مجاہدؒ سے ایک اور تفسیر
نقل کی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مقام محمود سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائیں گے۔ مجاہد کا یہ قول بھی ابن جریرؒ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔ قول
کے الفاظ یہ ہیں:۔ دھوان یقاعده معہ علی عرشہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عرش پر اپنے ساتھ
بٹھائیں گے۔ (ج ۱۵ ص ۴۷)۔

اگرچہ امام ابن جریرؒ پہلی تفسیر کے قائل ہیں لیکن وہ امام مجاہدؒ کے قول کی تردید بھی نہیں کرتے۔ بلکہ فرماتے
ہیں کہ یہ قول محال نہیں۔ آپ فرماتے ہیں:۔ وغیر محال فی قول منہا ما قال مجاہد فی ذالک۔ یعنی
ان میں کسی قول کے اعتبار سے بھی مجاہد کا قول محال نہیں۔ (ج ۱۵ ص ۱)۔ اور عدم محال پر باقاعدہ تین عقلی
دلیل پیش کرتے ہیں۔

تفسیر طبری کے دیکھنے کے بعد یا قوت جمویؒ کی حکایت کا وہ حصہ جس کا تعلق مسئلہ جلوس سے ہے، شکوک
ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس روایت میں واضح لکھا ہے کہ ابن جریرؒ کے نزدیک مسئلہ جلوس محال ہے۔ جب کہ تفسیر
میں ان کا قول عدم محال کا ہے۔ بسے حنا بلہ تو ابن جریرؒ کے زمانہ میں ان کے نزدیک اس مسئلہ کی اہمیت
ایسی ہی تھی جیسی کہ مسئلہ خلق قرآن کی۔ سب سے پہلے جس شخص نے اس پر زور دیا وہ امام احمدؒ کے نہایت
ہی قابل اعتماد شاگرد ابو بکر مروزی تھے۔ حنا بلہ کو آپ سے انتہائی محبت اور والہانہ عقیدت تھی۔ آپ
ایک دفعہ جہاد کے لئے نکلے تو عوام کا بجز بیکراں مشاغت کے لئے ساتھ تھا۔ آپ بار بار لوگوں کو واپسی
کی تلقین کرتے، اس کے باوجود آپ بغداد سے مرسن رائی پہنچے تو پچاس ہزار انسان آپ کے ساتھ تھے۔
یہ تھے ابو بکر مروزی جنھوں نے مسئلہ جلوس پر زور دیا۔ اور عوام حنا بلہ نے اسے بھی ایمان کا جزو بنا لیا۔ اس
پر مناظرے ہوتے اور لڑائیاں لڑی جاتیں۔

علامہ ابن کثیرؒ ج ۳ ص ۳۱۷ کے حوادث میں ذکر فرماتے ہیں:۔ بغداد میں ابو بکر مروزی کے ساتھیوں
اور عوام کی ایک جماعت کے مابین اس آیت کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ حنا بلہ کہتے تھے کہ اس سے
مراد اللہ تعالیٰ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھانا ہے۔ دوسرے کہتے تھے کہ نہیں

اس سے مراد شفاعت کبریٰ ہے۔ نوبت بایں جارید کہ سخت لڑائی ہوئی۔ جس میں کافی آدمی مارے گئے۔
(البدایہ جلد ۱۱ ص ۱۶۲)۔

اس واقعہ سے حنا بلہ عوام کے جاہلانہ تعصب کا پتہ چلتا ہے جس سے یا قوت حموی کی بیان کردہ حکایت کی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ابن جریر نے تفسیر کے بعد اپنا نظریہ بدل لیا تھا تو واقعہ کی صحت میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ جب کہ ہم زمانہ بھی متعین کر سکتے ہیں۔ آپ نے تفسیر ۲۹۰ھ تک مکمل کر لی تھی۔ اس وقت تک ممکن ہے کہ آپ کی یہی رائے ہو کہ جلوس علی العرش محال نہیں۔ لیکن بعد میں اس کے محال ہونے کے قائل ہو گئے ہوں۔ کیونکہ حنا بلہ نے آپ پر جو بڑا حملہ کیا تھا، اس کا زمانہ ۳۰۳ھ ہے۔ کیونکہ اس ہنگامے میں جس پولیس مافسر کا ذکر ملتا ہے، یعنی نازوک اس کا تقریباً اسی سال عمل میں آیا تھا۔ جب کہ ابن جریر کا سنہ وفات بھی یہی ہے۔ اس لئے اس ہنگامہ کا تعین یقینی ہے۔

ملا علی قاری نے بھی موضوعات کے مقدمہ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے علامہ یا قوت کی تائید ہوتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ ابن جریرؒ کو یہ خبر ملی کہ کسی مسجد میں ایک واعظ بیان کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے عرش پر بٹھائیں گے تو ابن جریرؒ نے اس کا انکار کرتے ہوئے اپنے دروازہ پر لکھ دیا: سہ سبحان من لیس لہ انیس دلالہ فی عرشہ جلیس

بہر حال اگر یہ روایت درست ہو تو حنا بلہ کی ابن جریرؒ پر ناراضگی کا سبب بڑی آسانی سے سمجھ میں آ سکتا ہے جب کہ پہلا سبب بھی حنا بلہ کے نزدیک کوئی معمولی نوعیت کا نہیں۔ بھلا جس شخص کی وہ تقلید کرتے تھے، اس کے متعلق غیر قضیہ ہونے کا فتویٰ وہ کب برداشت کر سکتے تھے۔ اور جس مسئلہ پر وہ لڑنا جہاد کہتے تھے، اس پر اپنے مخالفین کو وہ کیسے معاف کر سکتے تھے۔ لہذا انہوں نے ابن جریرؒ کو ایذا دینے کی ہر طرح کی کوشش کی۔ کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ برس برس ان پر سنگ باری کی۔ دروازہ پر پتھراؤ کیا۔ اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ باہر سے آنے والے شائقین علوم و دینیہ کو آپ کی ملاقات سے روکا جاتا۔ آپ کا گھر سے نکلنا تک محال ہو گیا۔

خطیب بغدادی جہاں حنا بلہ کی اس افسوس ناک روش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حسین بن علی تمہی فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد سے واپس نیشاپور آیا تو امام ابن حزمیہ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم نے وہاں کن حضرات سے استفادہ کیا ہے۔ میں نے اپنے اساتذہ کی فہرست عرض کی۔ فریانی

لگے کچھ ابن جریر سے بھی سنا۔ میں نے نفی میں جواب دیا اور عرض کیا کہ حنبلی لوگ ان کے پاس کسی کو نہیں جانے دیتے۔ آپ نے فرمایا اگر تو ابن جریر سے کچھ حاصل کرتا تو اس تمام علم سے زیادہ مفید ہوتا جو تو نے دوسرے لوگوں سے حاصل کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۶۲)۔

ابن اثیر نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اور اس سے ملتی جلتی ایک اور روایت بھی نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ابن خزیمہ نے جواب میں فرمایا: بس مافعلت یعنی ابن جریر سے نہ سننے میں تو نے بہت بُرا کیا ہے اور اسی طرح بعض روایات میں ہے ہولا یظہر کہ آپ گھر سے نہیں نکلتے۔ اور یہی امام خزیمہ ہیں جنہوں نے ابن جریر کے متعلق فرمایا: ما علم علی ادیم الارض اعلم من ابن جریر ولقد ظلمتہ الخنابلۃ۔ میں نہیں جانتا کہ روئے زمین پر کوئی شخص ابن جریر سے بڑھ کر عالم ہو۔ خنابلہ نے آپ پر بہت ظلم کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۶۵)۔

علیٰ ہذا القیاس خنابلہ نے آپ کو ہر طرح سے پریشان کیا۔ اور آپ کی تذلیل و تضحیک کا کوئی موقع بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ لیکن آپ نے پورے صبر و تحمل اور کامل ضبط سے تمام حالات کا مقابلہ کیا۔ علامہ ابو محمد قرغانی آپ کے اسی عزم و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-
 وكان ابو جعفر من لا یاخذہ فی اللہ لومة لائم ولا یعدل فی علمہ وتبیانہ عن حق ینزہ لربہ وللمسلمین الی باطل لرغبة ولا رهبة مع عظیم ماکان یحققہ من الاذی والشناعات من جاہل وحاسد، وملحد۔ یعنی امام ابن جریر ان اولوالعزم ہستیوں میں سے تھے جو راہِ خدا میں کسی قسم کی طعن و ملامت کی پروا نہیں کرتے۔ آپ کو بڑے سے بڑا لالچ یا کسی قسم کا خوف حق گوئی سے نہیں روک سکتا تھا۔ حالانکہ آپ کو جاہل و حاسد اور بے دین قسم کے لوگوں سے بڑی بڑی تضحیک اور نازیبا حرکات کا سامنا کرنا پڑتا۔ (کامل ابن اثیر ج ۶ ص ۱۶۱)۔

جب ان جہاں کا ہر حملہ دیوارِ استقامت سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گیا۔ تو انہوں نے اپنی ان ذلیل کوششوں کو بڑے کار لانے کے لئے حکومتِ وقت کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے ہوئے ابن جریرؒ کے خلاف معاونت کی بھیج مانگی۔ اور آپ پر طرح طرح کے الزامات لگائے۔ اور ایسے مسائل آپ کی طرف منسوب کئے جن کا تعلق روافض اور بعض دوسرے بے دین گروہوں سے تھا۔ اور ان اتہامات کا مقصد محض حکومت کو آپ کے خلاف مشتعل کرنا تھا۔